فتویٰ برائے عشر

سوال :- رقبہ تعدادی تقریباً ۱۱۵۷ ایکٹر جو کہ میری بیوی' میرے بیٹے' میری بیٹیاں اور میری والدہ کے نام ہے۔

1- کیونکہ میری زمین نہر سے اونچی ہے اس لئے ہم اس کو کاشت ٹیوب ویل اور نہری پانی کو بھی پمپ کے ساتھ لفٹ کر کے ہی کاشت کرتے ہیں اور نہ تو یہ نہری ہے اور نہ ہی یہ بارانی کہلاتی ہے۔ بلکہ اس کو چھلاری کہتے ہیں۔

اور پاسکو کو چلی جاتی ہیں۔ آیا عشر کی مد میں فصل ہی دینا ضروری ہے یا روپیہ بھی دیا جا سکتا ہے اور اس کی شرح کیا ہوگی۔

5- ہماری فصلوں پر کافی خرچہ سپرے د دوائی' کپاس کی چنائی' گندم کی کٹائی اور گہائی' کماد کی کٹائی اور کوڈنگ اور کرایہ وغیرہ کی صورت میں کافی لاگت آتی ہے۔ کیا شرح میں خرچہ اور مزارع کا حصہ نکال کر عشر بنتا ہے یا کہ کل پیداوار پر؟

☆☆☆☆☆☆

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين و على آله واصحابه اجمعين اما بعد!

زمین کی پیداوار پر اللہ تعالیٰ نے مساکین وفقراء کا حق فرض کیا ہے۔ جسے اصطلاح شریعت میں عشر یا نصف العشر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

دارالافتاء جامعہ سلفیہ فیصل آباد

آپ کے مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں

2- ہمارے پاس ملازم بھی ہیں اور چوتھے حصہ پر مزارع بھی کام کرتے ہیں۔ جن کے ساتھ بحساب طے ہے۔

کل پیداوار کا 1/2 حصہ زمین کا' 1/4 حصہ ٹریکٹر کا اور 1/4 مزارع کا۔ اس کے علاوہ وہ بیج' کھاد اور میرے دوائی وغیرہ کا 1/4 حصہ دے گا اور تین حصے زمیندار کے ہوں گے۔

3- ہمارے رقبہ پر کاشت فصلیں' کپاس' کماد' چاول' گندم' کچھ حصہ پر ہم اپنے جانوروں کا چارہ اور کچھ پر ہم نے باغ لگا رکھا ہے۔

4- ہماری فصلیں زیادہ تر شوگر ملز' آڑھت یا جیننگ

6- جو پانی ہم اپنی فصل کو دیتے ہیں اس کی بھی ہمیں قیمت دینا پڑتی ہے۔ بجلی کے بل کی صورت میں۔ آیا وہ خرچ بھی اس میں سے منفی ہوگا یا کہ نہیں؟

7- عشر کی شرح' عشر کے حقداران' عشر فصل کی صورت میں یا روپے کی صورت میں بھی' آیا اس کا شرح میں حصہ ہر فصل پر ایک جیسا ہی ہے یا کہ زیادہ یا کم اور کون کون سی فصل اس سے مستثنیٰ ہے۔

یعنی چارہ جو ہم اپنے جانوروں کو جن کا ہم دودھ دوہتے ہیں اور باغ جو ہم نے اپنے پھل کھانے کے لئے ہی لگوایا تھا۔

تفصیلاً جواب دیں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وانفقوا من طيبات ما كسبتم ومما اخرجنا لكم من الارض .. الاية.

ترجمہ :- کہ حلال اور پاکیزہ مال جو تم کماتے ہو اور اس مال سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا خرچ کرو۔ (سورۃ البقرہ ۲۶۷)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

وهو الذى انشاء جنات معروشات و غير معروشات والنخل والزرع مختلفا اكله

والزیتون والرمان متشابھا و غیر متشابہ کلوا من ثمرہ اذا اثمر وأتوا حقہ یوم حصادہ ولاتسرفوا انہ لا یحب المسرفین۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۱)

اللہ وہ ذات ہے جس نے باغات پیدا کئے چھتریوں پر چڑھے ہوئے اور بے چڑھے ہوئے اور کھجور کے درخت اور کھیت جن کے پھل طرح طرح کے ہیں اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور مختلف بھی ہیں جب یہ پھل آور ہوں تو ان کے پھل سے کھاؤ اور کٹائی کے دن ان کا حق ادا کرو اور بے جا نہ اڑاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ بے جا اڑانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ان دونوں آیات کریمہ سے زمین کی مختلف پیداوار میں سے مساکین وفقراء کا حق نکالنے کا حکم دیا گیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کی تفسیر۔یعنی زراعت کی زکوٰۃ کی تفصیل یوں ارشاد فرمائی ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما سقت السماء والعیون العشر و فیما سقی بالنضیح نصف العشر۔

کہ ایسے کھیت و زراعت جو صرف بارش اور چشموں کے پانی سے سیراب ہوں اور ان کی پیداوار سے عشر یعنی دسواں حصہ ہے اور جو کھیت پانی کھینچ کر پلائیں جائیں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ ہے۔

یعنی جن کھیتوں پر پانی وغیرہ دینے میں مشقت کم یا نہیں ہوتی اس میں مقدار زیادہ یعنی دسواں حصہ اور جن کھیتوں کو پانی کنواں وغیرہ سے نکال کر دیا جاتا ہے مشقت ومحنت ہوتی ہے اس میں مقدار کم یعنی بیسواں حصہ فرض ہے۔

اور ایک دوسری حدیث شریف میں ہے:

”عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ۔“

کہ پانچ وسق سے کم پیداوار میں صدقہ (یعنی عشر وغیرہ) واجب نہیں ہے۔

ان آیات و احادیث سے واضح ہوا کہ زمین کی پیداوار میں زکوٰۃ یعنی عشر واجب و فرض ہے اور اس کا کم از کم نصاب پانچ وسق یعنی ۱۸ من ۳۰ کلو ہے اور دریاؤں، چشموں، بارش کے پانی سے تیار ہونے والی فصل سے دسواں حصہ اور ٹیوب ویل، کنواں وغیرہ سے سیراب ہونے والی زراعت سے بیسواں حصہ زکوٰۃ یعنی عشر نکالنا واجب ہے۔

اس وضاحت اور تفصیل کے بعد پیش کردہ سوالوں کا جواب ملاحظہ ہو:

1- آپ کی زمین پر یعنی پیداوار پر نصف عشر (بیسواں حصہ) زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ اکثر پانی ٹیوب ویل کے ذریعہ ہے حتیٰ کہ نہری پانی بھی پمپ کے ذریعے لفٹ کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ایسی زمین کی پیداوار پر نصف العشر 1/20 فرض ہے۔

2- زمین کی کاشت میں ملازمین یا مزارع کا ہونا فرضیت عشر یا نصف العشر میں کوئی اثر انداز نہیں ہوتا جیسے انسان خود محنت کرتا ہے اور اپنی محنت کا معاوضہ پیداوار سے منہا نہیں کرتے اسی طرح ملازمین وغیرہ کے اخراجات بھی منہا نہیں کئے جائیں گے۔

مزارع البتہ حصہ دار ہیں اس کے حصہ پر زکوٰۃ بعد میں ذکر کی جائے گی۔

3- عمومات قرآنیہ واحادیث نبویہ میں جملہ زمین سے پیدا ہونے والی اشیاء زکوٰۃ واجب ہے مگر تاہم وہ چارہ وغیرہ جو جانوروں کیلئے یا وہ سبزیاں وغیرہ جو اپنے استعمال کیلئے ہوں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ زمینداران کا اپنے مویشی پالنا معمول ہے اور ان کے مویشیوں یا گھریلو استعمال کی سبزی وغیرہ میں زکوٰۃ مذکور نہیں ہے اس لئے اس حد تک اس وجوب زکوٰۃ کے حکم سے مستثنیٰ ہے۔ مطلق سبزیوں پر زکوٰۃ نہ ہونے کی جملہ روایات ضعیف ہیں۔ لہٰذا اگر وسیع پیانے پر چارہ یا سبزیاں وغیرہ ہوں جیسے آجکل شہروں میں فروخت کیا جاتا ہے۔ اور سبزی منڈیوں پہنچائی جاتی ہے تو پھر ان کی زکوٰۃ دینا واجب ہوگی۔

جو فصلیں غلہ جات پر مشتمل ہیں گندم، جو، چاول، چنے، مسور وغیرہ ان سے عشر وغیرہ تو اسی جنس سے ادا کرنا چاہئے جیسا کہ اسلوب قرآن کریم کا تقاضا ہے جیسے ”واتوا حقہ یوم حصادہ... الایۃ“ ”ومما اخرجنا لکم من الارض ... الایۃ میں مذکور ہے۔ باقی فصلیں کماد (گنا) کپاس، چارہ، سبزیاں وغیرہ تو چونکہ یہ اشیاء منڈیوں شوگر ملوں وغیرہ پر فروخت کی جاتی ہیں اس لئے وہاں کے حساب کے مطابق وزن سے بیسویں من کے حساب سے عشر الگ کر کے اس کی قیمت مستحقین کو ادا کر دی

جائے۔

البتہ متعین شدہ مقدار عشر پر منڈیوں تک پہنچانے کیلئے آنے والے اخراجات منہا کرنے کا حق حاصل ہے۔ مثلاً گنے میں ۱۰۰ من پر عشر واجب ہوتا ہے تو ۱۰۰ من پر آنے والے اخراجات لوڈنگ' کرایہ وغیرہ نکال کر باقی حاصل شدہ رقم عشر میں ادا کرے۔

4- کھاد سپرے وغیرہ کے اخراجات منہا نہیں کئے جائیں گے کیونکہ زراعت پر اخراجات ہر زمانے میں وقت کے تقاضوں کے مطابق ہوتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تو اخراجات ہوتے تھے مگر کسی مرفوع صحیح حدیث میں اس کے منہا کرنے کا تذکرہ نہیں ہے۔ اس لئے ان اخراجات کو منہا نہ کرے۔

اگر کھاد سپرے وغیرہ استعمال کئے جاتے ہیں تو اس کے عوض کھیت میں بھی تو اضافہ ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھی اسی حساب سے خرچ کرنا چاہئے۔

اسی طرح کٹائی اور گہائی وغیرہ اپنی ذاتی مشینوں وغیرہ سے نہ ہو بلکہ کرائے اور اجرت پر ہوں یہ اخراجات منہا کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہ مقدار کاشتکار کے پاس آنے سے پہلے ہی خرچ ہو چکی ہے اور جملہ حساب سے پہلے خرچ ہوگی۔

اور اگر گہائی اپنی ذاتی مشینوں سے ہو تو پھر وہ اخراجات بھی منہا نہیں کرنے ہوں گے۔ باقی مالک اور مزارع کے حصہ سے زکوۃ اکٹھی نکالی جائے گی۔ زکوۃ نکالنے کے بعد باقی ماندہ کو طے شدہ حساب کے مطابق مالک اور مزارع کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا۔

کیونکہ ادائیگی زکوۃ کے بارہ میں فرمان نبویؐ ہے:

"لا یجمع بین متفرق ولا یفرق بین مجتمع" ... الحدیث

کہ ادائیگی زکوۃ کے وقت علیحدہ علیحدہ مالوں کو اکٹھا نہ کیا جائے اور اکٹھے مالوں کو علیحدہ علیحدہ نہ کیا جائے۔

اس حدیث میں واضح ہوا کہ اکٹھے مال (پیداوار) سے عشر وغیرہ ادا کرنے کے بعد مالک و مزارع کے مابین حسب طے شدہ معاملہ کے تقسیم کی جائے گی۔

پانی وغیرہ کے اخراجات بھی اس سے نہیں نکالیں جائیں گے کیونکہ انہی پانی کے اخراجات کے پیش نظر شریعت نے نصف عشر واجب کیا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

ملاحظہ :- اگر کبھی آسمانی آفت وغیرہ یا بیماری وغیرہ سے کاشت کم ہو اور اخراجات زیادہ ہو چکے ہوں جیسا کہ پچھلے سالوں میں کپاس یا چاول وغیرہ کی فصل میں ہوا ہے اور ان اخراجات کے پیش نظر کاشتکار مقروض ہو جائے تو ایسی ہنگامی صورت میں جیسا کہ "وضع الجوائح" کی صورت احادیث میں بیان ہوئی ہے۔ یعنی آسمانی آفت' بیماری وغیرہ کی صورت میں ہونے والے نقصان کا حکم احادیث میں مذکور ہے۔

عشر وغیرہ کے مستحقین زکوۃ کے ہی مستحقین ہیں۔ مساکین فقراء فی سبیل اللہ وغیرہ پر خرچ کیا جانا چاہئے۔

هذا ما عندنا والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

لڑکی کا بلوغت سے قبل کا نکاح

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ایک لڑکی کا نکاح بچپن کی حالت میں والدین نے کسی شخص کے ساتھ کر دیا۔ جب لڑکی عاقلہ و بالغہ ہوئی تو اس نے انکار کر دیا کہ میں ان کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتی۔ کیونکہ یہ بے نماز ہے' سگریٹ نوشی کرتا ہے' منشیات کا عادی ہے۔ برادری اور علاقہ کے معززین حضرات نے یہ فیصلہ کیا۔ نماز کی پابندی کرنا' سگریٹ نوشی کو ختم کرنا' منشیات کی عادت کو ترک کرنا۔ اس نے مذکورہ معززین کے فیصلہ کو تسلیم نہ کیا۔ آخر لڑکی نے عدالت کی طرف رجوع کیا۔ عدالت نے لڑکی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ مذکورہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ (قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں) (سائل عبدالعزیز موضع جھپان پور تحصیل احمد پور شرقیہ)

جواب :- بیان کردہ احوال کیمطابق۔ بشرط صحت سوال بلوغت کے بعد لڑکی کو شرعاً و قانوناً اختیار ہے کہ وہ بچپن والے نکاح کو قبول کرے یا نہ کرے بشرطیکہ رخصتی عمل میں نہ آئی ہو اور نکاح کو رد کرنا کسی کے اکسانے کی وجہ سے نہ ہو۔

بیان کردہ اعذار شرعاً معتبر ہیں۔ لہٰذا لڑکی کو نکاح کے بارہ میں مکمل اختیار حاصل ہے۔ اب چونکہ لڑکی نے عدالت سے بھی تنسیخ نکاح کی ڈگری حاصل کر لی ہے لہٰذا شرعاً قرآن وسنت کی روشنی میں اس کیلئے آگے دوسری جگہ نکاح کر لینا صحیح اور درست ہے۔

نکاح میں شروط نکاح کا لحاظ رکھنا بھی از حد ضروری ہے۔

کیا پہلے تشہد میں درود واجب ہے؟

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دوسرے تشہد کی طرح پہلے تشہد میں درود اور دعائیں پڑھنی واجب ہیں کتاب و سنت کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ فتویٰ دیں۔

جواب:- پہلے تشہد میں درود پاک پڑھنے کے واجب ہونے کے بارے میں کوئی دلیل صریح موجود نہیں ہے۔ کتب احادیث کی ترتیب وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محدثین نے درود پاک کو آخر رکعت میں ہی پڑھنا سمجھا ہے۔ اس لئے درود پاک سلام سے پہلے والے تشہد میں ذکر فرمایا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا تعلق آخری تشہد سے ہے۔

لیکن جواز کے لئے گنجائش موجود ہے واجب وفرض قرار دینے کیلئے دلیل خاص کا ہونا چاہئے جواز کیلئے بعض احادیث کے عموم کے الفاظ سے استدلال کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ کی نماز وتر میں صراحت بھی موجود ہے۔ ملاحظہ ہو:

"ان عائشة رضی الله عنها قالت كنا نعد لرسول الله صلى الله عليه وسلم سواكه و طهوره فيبعثه الله عزوجل لما شاء ان يبعثه من الليل فيتسوك و يتوضا و يصلى تسعَ ركعات لا يجلس بينهن الا عند الثامنة و يحمدالله و يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم و يدعو بينهن ولا يسلم تسليمًا ثم يصلى التاسعة ويقعد و ذكر كلمة نحوها و يحمد الله و يصل على نبيه صلى الله عليه وسلم و يدعوا وسلم تعليما يسمعنا ثم يصلى ركعتن وهو قاعد۔ (سنن النسائی جلد اول، ص۲۰۲، حدیث رقم ۱۷۲۱)

کہ آپ ﷺ جب نو رکعت اکٹھے ایک ہی سلام سے وتر پڑھتے تو آٹھ رکعت مسلسل پڑھتے درمیان میں کوئی تشہد نہ بیٹھتے آٹھویں رکعت میں تشہد بیٹھتے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے نبی ﷺ پر درود پڑھتے اور دعائیں کرتے مگر سلام نہ پھیرتے بلکہ نویں رکعت کیلئے کھڑے ہو جاتے نویں رکعت پڑھنے کے بعد تشہد کیلئے بیٹھتے اللہ کی حمد کرتے درود پڑھتے دعائیں کرتے اور سلام پھیرتے جس کی آواز ہمیں سناتے پھر دو رکعت بیٹھ کر ادا کرتے۔

لہٰذا اس حدیث کے پیش نظر تشہد اول میں درود شریف کے جواز واستحباب کی دلیل موجود ہے۔ البتہ وجوب کیلئے کوئی ایسی دلیل موجود نہیں جس سے الزام اور فرضیت ثابت کی جا سکے۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں۔ ماہنامہ ترجمان الحدیث جلد ۲۸، شمارہ ۱۰، ماہ اکتوبر)

☆☆☆☆☆☆☆☆

عقیقہ کب کرنا چاہئیے

سوال:- صحیح سند کے ساتھ فرمائیں کہ عقیقہ ساتویں دن، چودھویں دن یا اکیسویں دن یا جب چاہیں عقیقہ کرے؟

جواب:- عقیقہ کیلئے صحیح حدیث کے مطابق صرف ساتواں روز ہی ہے۔ عقیقہ ساتویں دن ہی کرنا چاہئے۔ ساتویں دن کے علاوہ عقیقہ کرنے کی جملہ روایات متکلم فیہ ہیں۔ ان کی اسناد صحیح ثابت نہیں ہیں۔ جیسا کہ طبرانی نے حضرت بریدہ کی حدیث نقل کی ہے مگر سنداً ضعیف ہے۔ البتہ بعض اہل علم نے اسی ضعیف حدیث اور بعض صحابہ کرام کے فتاویٰ کے پیش نظر مجبوری اور اضطراری صورت میں چودھویں اور پھر اکیسویں روز میں بھی عقیقہ کرنے کی گنجائش دی ہے۔

مولانا عطاء اللہ صاحب بھوجیانیؒ نے اقوال العلماء نقل کرتے ہوئے ان گنجائش دینے والے علماء کے متعلق فرمایا ہے:

وهو قول عائشه و عطاء و احمد و اسحاق اور پھر مستدرک امام حاکم کی صحیح سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل فرمایا اور اس میں ہے:

"فليكن ذلك يوم السابع فاما لم يكن فى اربعة عشر فان لم يكن ففى احدى و عشرين۔"

کہ ساتویں روز ہونا چاہئے اگر نہ ہو سکے تو چودویں روز اور اگر نہ ہو سکے تو اکیسویں روز ہو۔

ملاحظہ ہو تعلیقات السلفیہ علی السنن النسائی جلد دوم، ص ۱۸۰، حدیث رقم ۲۲۲۶۔ لہٰذا بہتر وافضل یہی ہے کہ حسب حدیث مرفوع صحیح ساتویں روز عقیقہ کا جانور ذبح کر دیا جائے مگر مجبوری وغیرہ کے پیش نظر ایسا نہ ہو سکے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح سند سے ثابت قول کی بنیاد پر چودھویں اور پھر اکیسویں روز عقیقہ کیا جا سکتا ہے۔

(ھذا ما عندنا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)